بسم اللہ الرحمن الرحیم

فلاح کا راستہ

ایکس کیپٹن ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

ایم بی بی ایس (لکھنؤ)

فاضل علوم دینیہ (وفاق المدارس ملتان)

رابطہ کیلیے پتہ:

محمد حنیف، پوسٹ بکس نمبر ۷۰۲۸، مسجد توحید، توحید روڈ، کیماڑی، کراچی

فون: 2850510-2854484

فلاح کا صرف ایک ہی راستہ ہے

اللہ کے بندو! بربادی سے بچنے اور فلاح سے ہمکنار ہونے کا صرف ایک راستہ ہے:

۱۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لاؤ اور اپنے ایمان کو شرک کی گندگی سے یکسر پاک کرلو؛

۲۔ نیک اعمال اختیار کرتے رہو یہاں تک کہ اپنے مالک سے جاملو؛

۳۔ کھلی، صاف اور واضح تبلیغ دین کا فریضہ ادا کرو اور

۴۔ اس راہ میں آنے والی ہر مشکل، ہر مصیبت کو خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کرو۔

یہ بات ہماری نہیں، تمہارے اپنے مالک کی بات ہے:

وَالْعَصْرِ ۝ إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ ۝ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝

”زمانے کی قسم، ساری کی ساری انسانیت گھاٹے میں ہے، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور ایمان لاکر نیک اعمال کیے، پھر انہوں نے دین حق کی تبلیغ کی اور اس راہ کی آئی ہوئی مصیبتوں پر خود بھی صبر کیا اور دوسروں کو بھی صبر کی تلقین کرتے رہے“۔

یاد رکھو! کہ عقیدہ کے اندر معمولی سے معمولی خرابی بھی ناقابل معافی جرم ہے۔ اس کے علاوہ اعمال کی ساری خرابیاں ان شاء اللہ معاف ہو جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں ”شرک“ کو ہرگز معاف نہ کروں گا اس کے علاوہ ہر خرابی کو جس شخص کے لیے چاہوں گا معاف کردوں گا۔ حدیث قدسی میں ہے کہ اگر کسی شخص نے ساری زمین گناہوں سے بھر دی ہو مگر ”شرک“ پر اس کی موت نہ آئی ہو تو اللہ تعالیٰ اِن گناہوں کے برابر معافی کے ساتھ اس شخص سے ملاقات کرے گا (مسلم: کتاب الذکر والدعا والتوبۃ والاستغفار)۔

دنیا کی تاریخ میں جس قدر قومیں برباد ہوئی ہیں ان کی اصلی خرابی ”شرک“ تھی اور آج ہماری مسلم قوم بھی اِسی چیز کی وجہ سے بربادی کے کنارے تک پہنچ گئی ہے:

قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلُ ۚ كَانَ أَكْثَرُهُم مُّشْرِكِينَ ۝ (الروم: ۴۲)

”ان سے کہو کہ زمین پر چلو پھرو اور دیکھو کہ تم سے پہلے کتنی ہی بستیاں تھیں کہ آخر کار تہس نہس کر ڈالی گئیں (اُن کا جرم یہی تو تھا) کہ ان کی اکثریت مُشرک بن گئی تھی“۔

اللہ گواہ ہے کہ اُمت مسلمہ کے لیے ذلت و بربادی سے بچنے اور فلاح سے ہمکنار ہونے کا صرف ایک ہی راستہ ہے اور وہ یہ کہ اس کے سچے فرزند اٹھیں اور پکاریں کہ

دنیا چند روزہ ہے، آخرت کی کامیابی کے حصول کی فکر کرو۔ سنت نبوی ﷺ کے طریقے پر چل کر سب سے پہلے شرک کی برائی سے اپنے عقیدہ اور عمل کو پاک کر کے صحیح مسلم بن جاؤ۔ شرک ہی دراصل ہر خرابی کی جڑ ہے۔ اس لعنت سے بچنے کے لیے لازم ہے کہ اس کی ایک ایک قسم کو پہچانا جائے۔ شرک کے معنی ساجھی اور شریک بنانے کے ہیں۔

یہ شرک کبھی اللہ تعالیٰ کی ذات میں کیا جاتا ہے جیسے یہودیوں نے عزیر علیہ السلام کو اور عیسائیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا بنایا۔ ظاہر ہے کہ بیٹا اور بیٹی اپنے ماں اور باپ کی ذات کا ٹکڑا ہوا کرتے ہیں کیونکہ وہ انہی کے نطفوں سے مل کر بنتے ہیں۔ اسی طرح عرب کے لوگ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دے کر اُن کو اللہ کی ذات کا ٹکڑا بناتے تھے اور عقیدہ رکھتے تھے کہ وہ چونکہ اللہ کی اولاد ہیں اس لیے اللہ نے اپنے بہت سے اختیارات ان کے سپرد کر دیے ہیں اور اسی لیے وہ کسی کو داتا سمجھ کر آواز دیتے اور اس کی نذر ونیاز کرتے تھے۔ کسی کے آستانے پر ماتھا ٹیکتے، اور کسی کے در پر دستک دیتے تھے اُن کا عقیدہ تھا کہ یہ اللہ کی بیٹیاں ہماری بات آسمان والے تک پہنچا دیتی ہیں۔ اور ہمارے حق میں سفارش کر کے ہماری بات منوا لیتی ہیں، اور ضرورت پڑ جائے تو اپنی محبت اور لاڈلے پن سے فائدہ اٹھا کر اللہ کو اپنا فیصلہ بدلنے پر مجبور کر دیتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس ذات کے شرک کے متعلق ارشاد فرمایا کہ یہ ایسی سنگین بات ہے اگر آسمان پھٹ پڑے یا زمین شق ہو جائے تو بعید نہیں (مریم: ۹۰)۔ بدقسمتی سے آج امت مسلمہ میں بے حساب لوگ دانستہ یا نادانستہ اسی ذات کے شرک میں مبتلا ہو گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ذات کو نور کا بنا کر اس کے آخری نبی محمد ﷺ کو اسی نور کا ایک ٹکڑا مانتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے کہ

لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ (الشوریٰ: ۱۱) یعنی اللہ کی کوئی مثال ہی نہیں ہے۔

نور اور تاریکی کی کیا مثال پیش کرتے ہو، حالانکہ نور تو اس کی مخلوق اور فانی چیز ہے، اللہ تعالیٰ کو مخلوق اور فانی بنا کر اس کے ساتھ یہ ظلم عظیم تو نہ کرو۔ وہ اپنے متعلق خود کہتا ہے:

لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ :اس کا کوئی ہمسر وہم ذات (کفو) نہیں ہے۔

ذات کے شرک کی طرح اللہ تعالیٰ کی صفات میں بھی اللہ کے بندوں کو شریک ٹھیرایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے۔ ہر چیز کو ہر جگہ سے ہر وقت جانتا ہے آج اللہ کے علاوہ دوسروں کے متعلق یہ عقیدہ بنا لیا گیا ہے کہ اُن کو ہر بات کی خبر ہو جاتی ہے۔ مرید اپنے پیر کے متعلق یہی عقیدہ رکھتا ہے اور دوسرے لوگ نبی، ولی، شہید کو عالم الغیب مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ سارے حالات سے باخبر ہیں۔ مشکل میں پکاریں سنتے ہیں اور مدد

کرتے ہیں۔ ان کی نذر و نیاز کریں تو انہیں علم ہو جاتا ہے۔ خوش ہو کر اور دیتے ہیں۔ دراصل علم میں شرک ہی سارے مشرکانہ اعمال کی بنیاد ہے۔ اگر کسی کو یہ شک بھی ہو جائے کہ ہم جن کو آواز دے رہے ہیں وہ تو وفات پا چکے ہیں، وہ نہ تو ہماری پکار سنیں گے اور نہ ہماری نذر و نیاز کا ان کو علم ہوگا تو کون کسی کو پکارے گا اور کون کسی کی نذر و نیاز کرے گا۔

صفت علم کے اس شرک کے ساتھ **تصرّف اور قدرت و اختیار** کا شرک بھی ہر طرف پھیلا ہوا ہے کسی کے متعلق یہ عقیدہ بنا لیا گیا ہے کہ روزی میں کمی بیشی کا اختیار ان حضرت کو حاصل ہے۔ بیماری سے شفا دینا اور خالی گود کو بھر دینا آپ کا کام ہے۔ مشکل کے وقت مشکل کشائی، اور حاجت پڑنے پر حاجت روائی آپ کی صفت ہے اور اسی عقیدہ کی بنا پر ان کو داتا، دستگیر، مشکل کشا اور غوث نام دے کر پکارا جاتا ہے اور ان کی نذر و نیاز کی جاتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ قدرت و اختیار میں شرک ہے۔

دعا اور پکار کا شرک: جب اللہ کے علاوہ کسی اور کے متعلق یہ عقیدہ بنا لیا جاتا کہ وہ ہر جگہ سے، ہر وقت دعا اور پکار کو سنتے ہیں صاحب تصرف اور قدرت بھی ہیں، دینا اور دلانا ان کے بس میں ہے تب ہی ان کو مشکل میں پکارا جاتا ہے اور ضرورت کے وقت اپنی حاجت ان کے سامنے پیش کی جاتی ہے اور یوں ان کو علم و تصرّف و قدرت میں اللہ کا شریک ہی نہیں بنایا جاتا بلکہ یہ بھی ثابت کر دکھایا جاتا ہے کہ ''حضرت'' اللہ تعالیٰ سے زیادہ با اختیار اور طاقتور ہیں کیونکہ جو مشکل اللہ ڈالتا ہے یہ اس کو نکال دیتے ہیں اور ایسے زور آور ہیں کہ اللہ اگر کسی کی حاجت پوری کرنا نہ بھی چاہے تو وہ پوری کروا کے رہتے ہیں۔ اور اس طرح ان کو آواز دے کر ثابت کر دیا جاتا ہے کہ اصلی مالک یہی ہیں کیونکہ غلام حاجت کے وقت اپنے آقا اور مالک ہی کو آواز دیتا ہے کسی اور کو نہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اپنے برگزیدہ ترین نبی محمد ﷺ کو حکم دیا کہ آپ اعلان کر دیجیے کہ (حاجت کے وقت) میں صرف اپنے رب کو آواز دیتا ہوں کسی اور کو پکار کر اس کے ساتھ شرک نہیں کرتا (سورۃ الجن: آیت ۲۰)۔ اسی طرح غلام صرف اپنے مالک کا حکم ماننا اور اس کے قانون ہی کو قانون مان کر اس کا پابند ہوتا ہے اور اس کے خلاف ہر ایک کو طاغوت مان کر اس کا دشمن بن جاتا ہے۔ دعا اور پکار کے اس شرک کے ساتھ ساتھ مالی اور بدنی شرک بھی ہر طرف پھیلا ہوا ہے۔ جان و مال اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے اور اس کا حکم ہے کہ انہیں صرف اسی کی راہ میں لگایا جائے، اگر وہ خوشی کا موقع لائے، رزق میں زیادتی کرے یا اولاد سے نوازے تو اسی کا شکریہ ادا کیا جائے۔ مال سے

غریبوں اور مسکینوں کی مدد کی جائے، اس کے نام کی نذر و نیاز ہو۔ اب اگر کسی نے اللہ کے علاوہ اس کے کسی بندے، نبی، ولی یا شہید کی نذر و نیاز کی تو گویا اس نے اس کو اپنا محسن مانا اور اس کا شکر یہ ادا کیا، اور یہ مالی عبادت میں شرک ہے کیونکہ نذر و نیاز عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں چار جگہ غیر اللہ کی نذر و نیاز کو شرک کہا ہے اور اگر یہ کسی کھانے پینے کی چیز پر کی گئی ہو تو اس کے کھانے کو سُور کے گوشت سے بھی زیادہ حرام اور نجس ٹھیرایا ہے۔ اسی طرح بدنی عبادت کا معاملہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ اس کا بندہ اس کے سامنے جھکے، اس کے حضور رکوع و سجود کرے، اس کے سامنے روئے اور گڑگڑائے اب اگر کوئی کسی مخلوق کے سامنے اس کی زندگی میں یہ کام کرے یا اس کی قبر پر پہنچ کر، تو یہ بدنی عبادت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک ہے۔ خانہ کعبہ اللہ کا گھر ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حکم دیا ہے کہ جس قسم کی عبادت، پرستش یا پوجا کا دل میں شوق پیدا ہو وہ یہاں پہنچ کر پورا کر لیا جائے۔ یہ اللہ کی بندگی اور خالص توحید ہوگی۔ اس کے علاوہ کوئی اور در ایسا نہیں ہے۔ لیکن آج کچی قبروں کو جن کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے کہ ان کو پختہ نہ کیا جائے اور نہ ان پر کوئی عمارت بنائی جائے اور نہ ان پر مجاور بن کر بیٹھا جائے، پکا بنا کر ان پر عمارتیں کھڑی کر دی گئی ہیں۔ ان کو مزار، زیارت اور دربار کا نام دیکر ان کی بندگی اور پوجا کی طرف دنیا کو بلایا جا رہا ہے ہر جگہ اور ہر طرف ایسے نقلی کعبے وجود میں آ گئے ہیں اور ان کے ساتھ بالکل وہی معاملہ کیا جاتا ہے جو صرف اللہ کے گھر کے ساتھ کیا جانا چاہیے: ہر سال حج کے دن کی طرح عرس کا دن مقرر کیا جاتا ہے، احرام کی جگہ ننگے سر یا ننگے پیر چلنے کی قید لگائی جاتی ہے، **لبیک اللّٰھم لبیک**...... کے مقابلہ میں باہو، حق باہو، بیشک باہو کا نعرہ لگتا ہے، غلاف کعبہ کی طرح قبر کی چادر کا انتظام ہوتا ہے، حجر اسود کے بوسہ کی جگہ قبر کے سرہانے یا پائینتی کے پتھر کو چوما جاتا ہے، طواف کعبہ کے بدلے قبر کے پھیرے لگتے ہیں، سجدے اور رکوع ہوتے ہیں، دعائیں اور مناجاتیں کی جاتی ہیں، مُلتزم کی طرح ڈیوڑھی اور دروازہ سے چمٹا جاتا ہے، بابا کی بیٹھک سے ان کی قبر تک دوڑ لگا کر سعی صفا و مروۃ کا حق ادا کیا جاتا ہے، آب زمزم کی جگہ قبر کے دھوون کے ''مبارک'' پانی کو جمع کر کے تبرک بنایا جاتا ہے، ھدی کے بجائے ''حضرت'' کی نذر کا بکرا اور اونٹ ساتھ آتا ہے ...... غرض آج ہر طرف اور ہر جگہ ان ''نقلی کعبوں'' کی دُھوم مچی ہوئی ہے اور خلقت ہے کہ ٹوٹی پڑتی ہے۔ انبیاء اور اولیاء کی پکار، انکی نذر و نیاز کرنے والوں کو اللہ نے قرآن میں ان کا دشمن قرار دیا ہے اور کہا کہ آج انہیں خبر نہیں مگر حشر کے میدان میں جب ان کو بتلایا جائے گا تو وہ اپنی بندگی کرنے والوں کے دشمن ہو جائیں گے اور ان کی بندگی کا کفر کریں گے (الاحقاف: ۶)۔

اسی طرح وسیلہ کا شرک بھی ہر طرف پھیلا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز، ہر حاجت اور دل کے ہر خیال کا جاننے والا ہے، وہ براہِ راست دُعا اور پکار سنتا ہے اور اس پر فیصلہ صادر فرماتا ہے اور وہی اپنی مخلوق پر سب سے زیادہ مہربان اور رحمت کرنے والا ہے۔ ماں اور باپ سے بھی زیادہ۔ وہ حکم دیتا ہے کہ میرے بندو! مانگنا ہے تو مجھ سے مانگو، پکارنا ہے تو مجھے پکارو، صرف میرے پاس ہی وہ خزانے ہیں جو تمہاری ہر حاجت کو پورا کر سکتے ہیں اور دعا کرتے وقت میرے اسماءِ حسنیٰ (ذات اور صفات کے بہترین نام) کو میری رحمت کو متوجہ کرنے کا ذریعہ بناؤ:

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا (الاعراف:۱۸۰)

''اللہ کے اسماءِ حسنیٰ ہیں ان ہی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو''

اب اگر کوئی اسماءِ حسنیٰ کے بجائے اس کے کسی نبی یا ولی کا نام لے کر کہتا ہے کہ اپنے اس پیارے نبی یا ولی کے صدقہ میں میری دعا قبول فرما کر میری حاجت پوری کر دے تو گویا وہ اللہ کی ذات و صفات کے اسماءِ حسنیٰ سے زیادہ اس نبی یا ولی کی ذات اور اس کے نام کو موثر مانتا ہے اور یہ صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کے بندہ کو شریک ٹھہرانا ہی نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی شدید توہین بھی ہے۔ عرب جاہلیت کی طرح آج لوگ قبروں اور آستانوں پر جا کر ان کی پوجا کرتے ہیں کبھی طواف، کبھی سجدے، کبھی منت مانتے ہیں کہ اولاد ہو جائے تو یہ نذر کروں گا، بیمار اچھا ہو جائے تو یہ چڑھاوا چڑھاؤں گا۔ ٹوکا جائے کہ قبر والوں کو تو اللہ تعالیٰ نے بالکل مردہ بتلایا ہے اور کہا ہے کہ ان میں جان کی رمق تک نہیں ہے۔ ان کو تمہاری کیا خبر ہوگی انہیں تو اپنے متعلق بھی یہ خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو قبر سے کب زندہ کر کے اٹھائے گا (النحل:۲۱)۔ تو جواب دیتے ہیں کہ نہیں، حضرت صرف قبر میں زندہ ہی نہیں بلکہ دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد آپ کی قوت تصرف و اختیار میں بے انتہا اضافہ ہو گیا ہے ہم کو نظر عنایت سے دیکھتے، ہمارے سلام کو سنتے اور ہماری حاجتوں کو اوپر تک پہنچاتے اور ہماری سفارش کرتے ہیں، ہماری وہاں تک پہنچتی نہیں اور ان کی ٹالی نہیں جاسکتی۔ اللہ تعالیٰ اس قہری شفاعت اور وسیلہ کے شرک کو رد کرتے ہوئے سورۃ یونس میں فرماتا ہے کہ لوگو! کیا تم اللہ کو ایسے وسیلوں اور سفارش کرنے والوں کی خبر دیتے ہو جن کو اللہ نہیں جانتا حالانکہ اسی نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے۔ اللہ تمہارے اس شرک سے بہت بلند و بالا ہے (یونس:۱۸)۔ اور تم اللہ کے لیے وزیر اور بادشاہ کی مثال پیش نہ کرو، بادشاہ عالم الغیب نہیں اس لیے وہ اپنے وزیر کا محتاج ہوتا ہے جس کے پاس ساری معلومات آ کر جمع ہوتی ہیں۔ اللہ کے پاس تو ہر چیز کا علم ہے اس کو کون بتلائے گا اور کسی کی کیا طاقت ہے کہ اس پر زور ڈال کر اس کے فیصلہ کو بدلوا لے۔ سفارش تو کم اختیار اور زیادہ علم والا، زیادہ اختیار اور کم علم والے کے سامنے کرتا

ہے۔ اللہ کے پاس تو سارا اختیار اور سارا علم ہے اور کوئی بھی اس کی بارگاہ میں اس کے حکم کے بغیر زبان تک نہیں کھول سکتا۔ اس لیے اللہ کے لیے وزیر اور بادشاہ کی مثال نہ بیان کرو کیونکہ:

فَلَا تَضْرِبُوا لِلّٰهِ الْأَمْثَالَ ۚ إِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (النحل: ۷۴)

”(اللہ کے لیے مثالیں نہ بیان کرو مخلوق اور خالق کا فرق پہچانو) حق یہ ہے کہ اللہ کو ہر بات کا علم ہے اور تمہیں (اے انسانو!) علم نہیں ہے“۔

اب بے علم کیا علم والے کو خبر دے گا اور کیا سفارش کرے گا۔ ان ساری باتوں سے صاف ہو گیا کہ اگر کوئی انسان سب سے پہلے اپنے ایمان کو شرک کی گندگی سے پاک کر لے پھر سنت نبوی ﷺ کے مطابق عمل کر کے اللہ کے بندوں کو ان کے مالک کی طرف بلائے اور اس راہ میں صبر کے ساتھ جما رہے تو مالک اس کو جہنم کی آگ سے بچا کر جنت میں داخل کر دے گا۔ لیکن بدقسمتی سے اگر ایمان ہی میں شرک کی ملاوٹ ہے تو اللہ نے ایسے شخص پر نہ نماز فرض کی ہے نہ روزہ اس کا کوئی عمل قابل قبول نہ ہوگا، اس پر تو صرف آگ فرض ہے اور بس۔ ہاں اگر ایمان صحیح ہو اور ایمان ہی پر موت آئی ہو تو اللہ کا وعدہ ہے کہ ایسے شخص کے سارے گناہ ایک نہ ایک دن معاف کر کے اس کو جنت میں داخل کر دے گا چاہے اس نے ساری زمین کو گناہوں سے بھر دیا ہو۔ کامیابی صرف اس کی کامیابی ہے جو قیامت کے دن آگ سے بچا لیا جائے اور جس کو جنت میں داخلہ کا پروانہ مل جائے، وہ مارا گیا جو اس دن ہمیشہ کے لیے آگ میں جھونک دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توبہ کی توفیق دے اور ہمارے ایمان کو شرک سے پاک کر کے سنت نبوی ﷺ پر قائم رکھ کر موت سے ہمکنار کرے۔ آمین

آیئے! آگے بڑھیے اور امت کو موجودہ روش کی بدانجامی سے باخبر کیجیے، کیا عجب کہ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے، اور آج کے بھٹکے ہوؤں کو ایمان خالص سے سرفراز فرما کر رنگ جہاں بدل ڈالے۔

کیا اللہ کے سوا کوئی اور مشکل حل کرنے پر قادر ہے؟

ایک سوال کی دس (۱۰) شکلیں

اکثر مذہبی حلقوں میں یہ سوال کہ آیا اللہ کے سوا (غیر اللہ) مشکل حل کر سکتا ہے؟ یا صرف اللہ ہی اس پر قادر ہے، بڑے زور و شور سے اُچھالا جاتا ہے مگر فریقین میں سے کوئی بھی قائل نہیں ہو پاتا۔ ایک ذی شعور انسان کے ذہن میں یہ سوال اُبھرتا ہے تو وہ اس سوال کو مختلف پہلوؤں سے جانچتا اور پرکھتا ہے کہ کس طرح اللہ کے سوا اور کوئی ہستی مشکل کشائی کر سکتی ہے۔ اس سوال کی دس (۱۰) مختلف صورتیں ہیں:

ایک شخص کو کسی مشکل کا سامنا ہے وہ چاہتا ہے کہ میری مشکل دور ہو وہ اللہ کے سوا کسی دوسری ہستی کو پکارنا چاہتا ہے جو اس کی مشکل دور کر دے۔ اب......

1. اگر اللہ کے سوا کوئی اور ہستی مشکل حل کر سکتی ہے تو بتایئے کہ سائل اور مشکل کشا کے درمیان ہزاروں میل کی دوری پر وہ زندگی میں یا زندگی کے بعد قبر میں آواز سن سکتا ہے؟

2. بالفرض یہ ثابت ہو جائے کہ وہ اتنے فاصلے پر آواز سن سکتا ہے تو پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ دنیا کی ہر زبان سے واقف ہے یا نہیں مثلاً سرائیکی والا سرائیکی میں مشکل پیش کریگا اسی طرح جرمنی والا جرمن زبان میں، انگریز انگریزی زبان میں اور پٹھان پشتو زبان میں آواز دے گا؟

3. اگر یہ بات بھی ثابت کر دی جائے کہ وہ ہستی ہر زبان سے واقف ہے تو پھر سوال پیدا ہوگا کہ اگر ایک لمحہ میں سینکڑوں یا ہزاروں لوگ اپنی مشکل اس کے سامنے پیش کریں تو کیا وہ ان سب کی مشکلات اسی لمحہ سن اور سمجھ لے گا یا اس کے لیے قطار بنانے کی ضرورت پیش آئے گی؟

4. کیا اس ہستی کو کبھی نیند بھی آتی ہے یا وہ ہمیشہ جاگتا رہتا ہے اگر کبھی نیند آتی ہے تو پھر ہمارے پاس ایک لسٹ ہونی چاہیے کہ کب اس کو نیند آتی ہے اور کب وہ جاگ رہا ہوتا ہے تاکہ ہم اپنی مشکل صرف اسی وقت پیش کریں جبکہ وہ سو نہ رہا ہو۔ یا وہ نیند میں بھی سنتا ہے؟

5. ایک شخص بولنے سے قاصر ہے وہ ایسی مشکل میں مبتلا ہے کہ اس کا گلا بند ہو چکا ہے۔ اگر وہ دل ہی دل میں اپنی مشکل پیش کرے تو کیا وہ اس کی دلی فریاد بھی سن لے گا؟

6. انسان کو پیدائش سے لے کر موت تک چھوٹی بڑی تمام مشکلات کا سامنا ہوتا ہے، اگر وہ تمام مشکلات اللہ تعالیٰ حل کر سکتا ہے تو پھر غیر کی طرف رجوع کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ اور اگر غیر ان تمام مشکلات کو حل کرنے پر قادر ہے تو پھر اللہ کی کیا حاجت؟

7. اگر غیر اللہ مشکل کشا تمام مشکلات حل کرنے پر قادر نہیں تو ہو سکتا ہے کہ کچھ مشکلات حل کرنے کا بیڑا اللہ نے اٹھایا ہو اور کچھ مشکلات حل کرنے کے اختیارات کسی غیر کو دے رکھے ہوں، ایسی صورت میں تو ہمارے پاس یہ فہرست ہونی چاہیے کہ کونسی مشکلات اللہ تعالیٰ حل کرنے پر قادر ہے اور کونسی مشکلات غیر حل کر سکتا ہے تاکہ سائل اپنی مشکل اسی کے سامنے پیش کر سکے جو اس کے حل کرنے پر قادر ہو؟

8. کیا اللہ کے سوا جو ہستی مشکل نکال سکتی ہے وہ مشکل ڈال بھی سکتی ہے یا اس کی ڈیوٹی صرف حل کرنے پر ہے؟ اگر وہ مشکل حل کر سکتی ہے تو پھر ڈالنے والا کون ہے؟

9. بالآخر نتیجہ یہ نکلے گا کہ اللہ تعالیٰ مشکلات ڈالنے والا ہے اور غیر اللہ مشکل حل کرنے والا۔ بالفرض ایک ہستی مشکل ڈالنے پر مصر ہو اور دوسری مشکل حل کرنے پر تو دونوں میں سے کونسی ہستی اپنا فیصلہ واپس لے لے گی؟

10. کسی بھی برگزیدہ یا گنہگار ہستی کا جنازہ پڑھنا ہو تو اس کی بخشش کے لیے اللہ کو آواز دی جائے یا مشکل کشا کو؟

ہم اپنی کتابوں پر نہ تو کوئی قیمت وصول کرتے ہیں، اور نہ کسی پر ان کی طباعت و اشاعت کے سلسلے میں پابندی لگاتے ہیں